بسم اللہ الرحمن الرحیم
کیا خصّی جانور کی قربانی
جائز ہے؟
مرتبہ
محمد اشتیاق
جماعت المسلمین
شائع کردہ
ادارہ مطبوعاتِ اسلامیہ
۳۲۰/۲ حسین آباد ۱ فیڈرل بی ایریا، کراچی ۳۸
فون ۶۳۳۷۲۸۱
قیمت :- ۵/ روپے
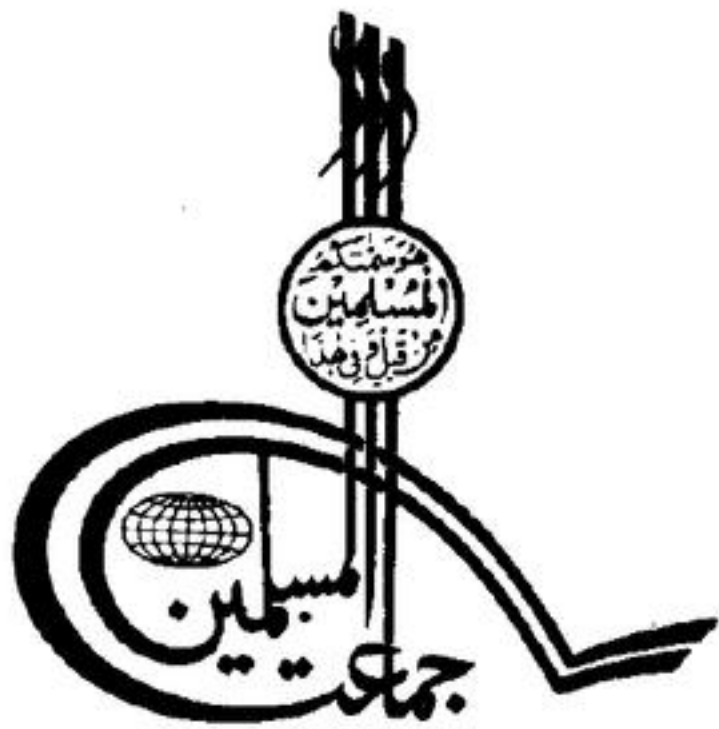
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

کیا خصّی جانور کی قربانی جائز ہے؟

قربانی ایسے جانور کی کی جائے جس میں کسی قسم کا عیب نہ ہو، تمام اعضاء پورے ہوں، بیمار نہ ہو، بہت زیادہ کمزور نہ ہو، کن کٹا نہ ہو، کان پھٹا نہ ہو، سینگ ٹوٹا نہ ہو، کانا نہ ہو، لنگڑا نہ ہو وغیرہ وغیرہ۔ گویا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان تمام باتوں کا خیال رکھنے کا حکم دیا ہے (رواہ ابوداؤد وابن ماجہ ورواہ الترمذی وصححہ)۔

اب ہم ایک ایسے مسئلہ کی طرف توجہ دلاتے ہیں جو قربانی کے جانور کے متعلق ہے اور ہم قطعاً اس بات کا خیال نہیں کرتے کہ یہ بھی بہت بڑی خرابی ہے۔ اس خرابی کو دور کرنا بہت ضروری ہے ورنہ قربانی نہیں ہوگی۔ وہ خرابی درج ذیل ہے۔

(۱) حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں :۔

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نهی عن صبر ذی الروح وعن اخصاء البهائم نهيًا شديدًا (رواہ البزار وسندہ صحیح ومجمع الزوائدہ/۲۶۵)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی جاندار کو باندھ کر تیر اندازی کرنے سے اور جانور کو خصّی بنانے سے بڑی سختی سے منع فرمایا ہے۔

جب کسی جانور کو خصّی بنایا جاتا ہے تو اس کے فوطوں کو کچل دیتے ہیں کاٹ دیتے ہیں، گویا خصّی کر دیتے ہیں۔ جانور پر یہ کتنا بڑا ظلم ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ تمام اعضاء پورے ہوں (رواہ ابن ماجہ والترمذی)۔ یہ شرطِ قربانی ہے۔ جب کسی جانور کو خصّی کر دیا گیا اس کے فوطوں کو کچل کر نکال دیا گیا، گویا اس کے اعضاء کو کم کر دیا تو وہ جانور قربانی کے قابل کہاں رہا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں :۔

نهی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یضحی بمقابلة او مدابرة او شرقاء او خرقاء او جدعاء (رواہ ابن ماجہ ۲/۱۰۵۰ ورواہ الترمذی ۴/۷۳ وصححہ)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے کہ ایسے جانور کی قربانی کی جائے جس کا آگے سے کان کٹا ہو یا پیچھے سے کٹا ہو یا اس کا کان پھٹا ہو یا کان میں سوراخ ہو یا اس کا کوئی عضو کٹا ہو یا سب اعضا کٹے ہوں۔

قارئین کرام خط کشیدہ الفاظ قابل غور ہیں" کہ قربانی کے جانور کا کوئی عضو کٹا نہ ہو" اگر کوئی عضو کٹا ہوگا تو قربانی نہیں ہوگی۔ جب کسی جانور کو خصّی بنایا جاتا ہے تو اس کے فوطے نکال دیئے جاتے ہیں، کاٹ دئے جاتے ہیں۔ یہ عضو کاٹنا اور نکالنا ہے اور جب عضو نکال دیا گیا کمی کر دی،

گئی تو ایسے جانور کی قربانی کیسے ہو سکتی ہے۔ ہرگز ایسے جانور کی قربانی نہیں ہو سکتی۔ لہٰذا قربانی کرنے والے حضرات جانور خریدتے وقت اس بات کا خاص خیال رکھیں کہ جانور پورے اعضاء والا ہو یعنی خصی نہ ہو ورنہ قربانی نہیں ہوگی۔ مزید برآں یہ جانور پر ظلم بھی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :-

افلا تتقی اللہ فی ھذہ البھیمۃ التی ملکک اللہ ایاھا فانہ شکا الی انک تجیعا وتدئبہ (رواہ ابوداؤد ورواہ الحاکم وصححہ ووافقہ الذھبی ۲/۹۹-۱۰۰)

تم ان (بے زبان) جانوروں کے سلسلے میں اللہ سے ڈرتے نہیں جنکو اللہ تعالیٰ نے تمہارے اختیار میں دیا ہے۔ تم ان پر ظلم کرتے ہوئے بھوکا رکھتے ہو اور ان پر مشقت ڈالتے ہو (وہ اللہ تعالیٰ سے بروز قیامت) شکایت کریں گے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی جانور کو بھوکا رکھنے اس پر بوجھ ڈالنے اور مشقت ڈالنے سے ڈراتے ہیں لیکن عام زندگی میں یہ چیز دیکھی جاتی ہے کہ باربرداری کے موقع پر جانور والا جانور کو مارتا ہے اور کھانے کو بھی ٹھیک نہیں دیتا۔ آپ اس فعل سے ڈرا رہے ہیں تو جانور کو خصی کرنا اسکے فوطوں کو کچل دینا کتنا بڑا ظلم ہے، اس ظلم کی مذمت صحابہ کرام بھی کرتے رہے ہیں۔

ملاحظہ فرمائیے :-

(۲) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں :-

ان عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کان ینھی عن اخصاء البھائم۔ (رواہ البیہقی وعبدالرزاق ۱۰/۲۴ ۵۷/۲۔ وفیہ عاصم بن عبیداللہ قد صححہ الترمذی حدیثہ، میزان)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ جانوروں کو خصی بنانے سے منع کیا کرتے تھے۔

(۳) نافع کہتے ہیں :-

عن ابن عمر انہ کان یکرہ الاخصاء (رواہ عبدالرزاق فی صحیحہ وسندہ صحیح)

حضرت ابن عمر جانوروں کو خصی بنانے سے کراہت کرتے تھے۔

(۴) حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں :-

من تغیر خلق اللہ الخصاء (عبدالرزاق وسندہ حسن)

جس شخص نے اللہ تعالیٰ کی پیدائش کو خصی کرکے تبدیل کر دیا۔ (گویا اس نے شیطان کا کہا مانا)۔

اعتراض ۱: قربانی کرنے والے حضرات کہتے ہیں: ہم کسی جانور کو خصی نہیں بناتے، جانوروں کو تو خصی دوسرے حضرات بناتے ہیں۔ ہم تو صرف قربانی کرتے ہیں۔ قربانی کرنا کیسے منع ہوا؟

جواب | اس اعتراض کا جواب یہ ہے کہ قربانی کرنے والے حضرات ایک غلط اور گناہ کے کام میں تعاون کرتے ہیں۔ جس کام کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حرام قرار دیا اس کام میں شریک ہو کر نافرمانی کے موجب ٹھہرتے ہیں اور ان کے ایسا کرنے سے ان پر قرآن مجید کی درج ذیل آیت کی نافرمانی لازم آتی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وتعاونوا علی البرّ والتقوٰی ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان۔ (سورۂ مائدہ ۔ ۲)

نیکی اور تقویٰ کے کاموں میں تعاون کرو۔ گناہ اور سرکشی کے کاموں میں تعاون نہ کرو۔

جو لوگ جانور کو خصی بنا کر اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کر رہے ہیں اور جانوروں کو خصی بنا کر فروخت کرتے ہیں۔ ان سے جانور خرید کر جو لوگ تعاون کر رہے ہیں وہ مندرجہ بالا آیت کی نافرمانی کر رہے ہیں۔ لہٰذا اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی سے بچئے۔

اعتراض ۲ | خصی جانوروں کی قربانی کرنے والے حضرات یہ بھی کہتے ہیں کہ جانور کو خصی بنانے سے اس میں حسن و خوبصورتی پیدا ہو جاتی ہے اور جانور فربہ ہو جاتا ہے یہ تو ایک اچھی چیز ہے۔

جواب | جو حسن اور خوبصورتی جائز طریقہ سے حاصل کی جائے جس میں اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی نہ ہوتی ہو تو یہ خوبصورتی عمدہ ہے اور اگر حسن و خوبصورتی ناجائز طریقہ سے حاصل کی جا رہی ہو، جس میں اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی ہو رہی ہو، ایسی خوبصورتی نہ عمدہ ہے اور نہ عند اللہ جائز۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے :۔

لعن اللّٰہ الواشمات والمستوشمات والمتنمّصات والمتفلجات للحسن المغیرات خلق اللّٰہ تعالیٰ مالی لا العن من لعن النبی صلّی اللّٰہ علیہ و سلم (صحیح بخاری)

گودھنے والی اور خوبصورتی کے لئے بال نوچنے والی اور دانتوں کو ترکیب سے چھید کرنے والی اور اللہ تعالیٰ کی صورت کو تبدیل کرنے والی عورتوں پر اللہ تعالیٰ نے لعنت کر دی ہے۔ پھر مجھے کیا امر مانع ہے کہ جس پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت کی ہو میں نہ کروں۔

یہ تمام کام خوبصورتی کے لئے کئے جاتے ہیں مگر ہیں ناجائز۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے :۔

عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: لعن اللہ الواصلۃ والمستوصلۃ۔ (صحیح بخاری و صحیح مسلم)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے۔ آپ فرماتے ہیں: اللہ تعالےٰ نے بالوں میں جوڑ لگانے والی اور جوڑ لگوانے والی پر لعنت کر دی ہے۔

بالوں میں جوڑ حسن وخوبصورتی کے لئے لگواتے ہیں مگر ہے ناجائز۔ اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جانور کو خصی بنانے سے منع فرمایا ہے، اب اگر لوگ اُسے فربہ سمجھتے ہوئے یا خوبصورت سمجھتے ہوئے قربانی کریں تو کیا قربانی جائز ہوگی؟ کیونکہ جانور کو خصی بنایا گیا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جانور کو خصی کرنے سے منع فرمایا ہے۔ الغرض جس طرح عورتوں کا بالوں میں جوڑ لگانا، دانتوں میں ترکیب سے چھیدنا اور چہرے سے خوبصورتی کیلئے بالوں کو نوچنا حرام ہے اسی طرح جانور کو خصی بنا کر قربانی کرنا بھی حرام ہے۔

اعتراض ۲ قربانی کرنے والے حضرات یہ بھی کہتے ہیں کہ خصی جانور کی قربانی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی کی ہے۔ خصی جانور کی قربانی حرام کہاں ہوئی یہ تو عین سنت ہے۔

جواب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خصی جانور کی قربانی کی ہے یہ آپ کا فعل ہے اور خصی کرنے سے منع فرمایا ہے یہ امت کو حکم ہے۔ جب آپ کے قول اور فعل میں کسی قسم کا تضاد دکھائی دے تو ہم قول کو مقدم اور فعل کو مؤخر سمجھیں گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وما اتکم الرسول فخذ وہ ومانھکم عنہ فانتھوا (حشر ۔ ۷)

اور جو کچھ رسول تمہیں دیں اُسے لے لو اور جس کام سے وہ تمہیں روک دیں اس سے رک جاؤ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

وما امرتکم بہ فخذ وہ ومانھیتکم عنہ فانتھوا (رواہ ابن ماجہ و سندہ صحیح)

جب میں تمہیں کسی کام کا حکم دوں تو اُسے بجالاؤ اور جس کام سے میں تمہیں منع کر دوں اس سے رک جاؤ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا ہے کہ بے عیب جانور کی قربانی کرو اور خصی کرنے سے منع فرما دیا ہے۔ خصی کرنا، نامرد کرنا یہ بہت بڑا عیب ہے ذرا غور کیجئے۔ یہ تو ہو نہیں سکتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی کام سے منع کر دینے کے بعد خود وہی کام کر لیا کرتے تھے یا کسی کام کا حکم دینے کے بعد خود وہ کام نہیں کرتے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ایسا خیال کرنا یا دوسرے دل کو آپ کے بارے میں ایسا فتویٰ دینا آپ کی شان میں سخت گستاخی ہے۔ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم ہی کیا کسی نبی کے بارے میں ایسا خیال کرنا بھی ایک بُری بات ہوگی۔

حضرت شعیب علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں :۔

وَما ارید ان اخالفکم الیٰ ما انھٰکم عنہ (ھود)	جس کام سے میں تمہیں روک رہا ہوں اس کام کو کرکے میں تمہاری مخالفت کرنے کا سوچ بھی نہیں سکتا۔

حضرت شعیب علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی قوم کو سمجھا رہے ہیں کہ جس کام سے میں تمہیں منع کر رہا ہوں میں خود وہی کام کروں گا ؟ لہٰذا جب انبیاءؑ علیہم الصلوٰۃ والسلام کسی کام سے اپنی امّت کو منع کر دیتے تھے تو پھر خود وہی کام نہیں کرتے تھے۔ اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے خصّی جانور کی قربانی کی ہوگی، جب آپ نے خصّی کرنے سے منع فرما دیا تو پھر آپ نے ہرگز ایسا نہیں کیا ہوگا۔ یہی چیز آپ کے مرتبہ اور شان کے مطابق ہے۔

"جب قول اور فعل دونوں موجود ہوں تو ہم قول کے پابند ہوں گے اور آپ فعل کے۔"

وضاحت ملاحظہ فرمایئے :۔

① رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے سوال کیا :۔

بابی انت وامّی یا رسول اللہ اسکاتک بین التکبیر وبین القرأۃ ماتقول قال : اقول اللّٰھم باعد بینی... (متفق علیہ)	اے اللہ کے رسول میرے ماں اور باپ آپ پر قربان آپ تکبیر اور قرأت کے درمیان خاموش رہتے ہیں، آپ کیا پڑھتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: میں اللھم باعد بینی پڑھتا ہوں۔

یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فعل ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

ثُمَّ یکبر اللہ عز وجل و یحمدہ و یمجدہ (رواہ النسائی وسندہ صحیح کتاب الصلوٰۃ باب الرخصۃ فی ترک الذکر فی السجود)	پھر نمازی اللہ عز وجل کی بڑائی بیان کرے اس کی تعریف کرے اور اس کی بزرگی بیان کرے یعنی سبحانک اللھم پڑھے۔

یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے۔ اُمّت اس حکم پر عمل کرے گی۔

② حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے روایت ہے :۔

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم عقّ عن الحسن والحسین کبشًا کبشًا (رواہ ابوداؤد والنسائی وصححہ عبدالحق وابن دقیق العید وصححہ ابن السکن، تلخیص ابن حجر جزء ۴ صـ۱۴۷)	نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حسنؓ اور حسینؓ کا عقیقہ ایک ایک مینڈھے سے کیا۔

یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فعل ہے۔

(٢) حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں :۔

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امرھم عن الغلام شاتان مکافئتان وعن الجاریۃ شاۃ (رواہ الترمذی، عن عائشۃ، حدیث حسن صحیح ۸۲/۴)	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو لڑکے کی طرف سے پوری دو بکریاں اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری کا حکم دیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو اس بات کا حکم دیا ہے۔ لہذا امت اس بات کی پابند ہے۔

(٣) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں :۔

کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لیصلی الصبح بغلس (صحیح بخاری و صحیح مسلم)	نبی صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز غلس میں پڑھا کرتے تھے۔ یعنی بہت اندھیرے میں۔

یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فعل ہے۔

حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کہتے ہیں :۔

(٤) قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسفروا بالفجر فانہ اعظم لاجر (رواہ ابوداؤد والدارمی والترمذی وصححہ)	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فجر کو اسفار میں پڑھو یعنی روشنی میں کیونکہ (یہ عمل) اجر کے لئے بہت بڑا ہے۔

یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے اور امت اسی بات کی پابند ہے۔

(٥) حضرت علیؓ فرماتے ہیں :۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضوء کے بعد ایک دو چلو پانی کھڑے ہو کر پیا۔ (صحیح بخاری)

یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فعل ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی شخص کھڑے ہو کر ہرگز نہ پیئے اگر بھولے سے پی لے تو قے کر دے (صحیح مسلم)

یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے۔ امت اسی چیز کی پابند ہے۔ اس قسم کی متعدد مثالیں دی جاسکتی ہیں۔

جس طرح اَللّٰھُمَّ بَاعِدْ بَیْنِیْ ، ایک بکرے سے لڑکے کا عقیقہ، صبح کی نماز غلس میں پڑھنا اور کھڑے ہو کر پانی پینا آپ کے افعال ہیں یہ آپ کے لئے ہیں ہمارے لئے نہیں ہیں یا آپ نے حکم دینے سے پہلے یہ کام کئے ہوں گے حکم دینے کے بعد چھوڑ دیے

ہوں گے۔ اسی طرح خصی جانور کی قربانی کرنا آپ کا فعل ہے، آپ کے لئے خاص ہوگا یا آپ نے حکم دینے سے پہلے کیا ہوگا بعد میں چھوڑ دیا ہوگا۔

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ پڑھنا، دو بکریوں سے لڑکے کا عقیقہ کرنا، اسفار میں فجر کی نماز پڑھنا اور پانی بیٹھ کر پینا امت کے لئے حکم ہے امت ان باتوں کی پابند ہے۔ مزید برآں اگر امت آپ کے فعل پر عمل پیرا ہو جائے اور حکم چھوڑ دے تو گنہگار ہوگی اور پھر اللہ تعالٰی کے ہاں پکڑ ضرور ہوگی لہٰذا جو اللہ تعالٰی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا آپ اس کے پابند ہیں اور جو حکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو دیا امت ان احکامات کی پابند ہے۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غیر خصی جانور کی قربانی کی ہے۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں :-

ضحی رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم بکبش اقرن فحیل۔ (رواہ ابوداؤد والترمذی والنسائی وسندہ صحیح شرح السنۃ ۴ / ۳۳۹)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سینگوں والے نر، غیر خصی مینڈھے کی قربانی کی۔

الحمد للہ آپ کے فعل سے بھی نر، غیر خصی جانور کی قربانی ثابت ہے۔ اب خصی جانور کی قربانی کرنے والے حضرات کے پاس کیا عذر ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نر، غیر خصی جانور کی قربانی کر کے ان حضرات کی دلیل کو ختم کر دیا جو لوگ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی خصی جانور کی قربانی کی ہے۔

قربانی کے تین دن ہوتے ہیں

اللہ تعالیٰ نے جماعت المسلمین کو دو عیدیں عطاء فرمائی ہیں۔ ایک عید الفطر اور دوسری عید الاضحیٰ۔ ہم یہاں صرف اس مسئلہ کے سلسلہ میں بات کریں گے کہ عید الاضحیٰ میں کتنے دن قربانی کی جائے۔

اللہ تعالیٰ نے چند باتیں عید الاضحیٰ کے سلسلہ میں خصوصیت سے بتائی ہیں مثلاً عید کے دن غسل کرے اچھا لباس پہنے (صحیح بخاری و صحیح مسلم، بیہقی ارواء الغلیل وسندہ صحیح)۔ عید الاضحیٰ کے دن عید گاہ جانے سے پہلے کچھ نہ کھائے (صحیحین)۔ نماز عید کھلے میدان میں پڑھے (صحیحین)۔ عورتیں نماز عید میں ضرور حاضر ہوں (صحیح بخاری)۔ عید الاضحیٰ کو عید گاہ سے واپس آنے کے بعد قربانی کرے (صحیحین)۔ اگر نماز عید سے پہلے قربانی کر لی ہو تو نماز عید کے بعد دوبارہ قربانی کرے (صحیحین)۔ وغیرہ وغیرہ اسی طرح قربانی کتنے دن کی جائے اور کتنے دن نہ کی جائے اس کی وضاحت بھی احادیث میں موجود ہے ملاحظہ فرمائیے۔

① حضرت ابو عبیدؒ سے روایت ہے:۔

انه شهد العيد مع عمر بن الخطاب قال: ثم صليت مع علي بن ابي طالب: قال فصلى لنا قبل الخطبة ثم خطب الناس فقال: ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قد نهاكم ان تاكلوا لحوم نسككم فوق ثلاث ليالٍ فلا تأكلوا۔ (صحیح مسلم)	وہ عید کے (دن) عمرؓ بن الخطاب کے ساتھ حاضر ہوئے۔ کہتے ہیں: پھر میں علیؓ بن ابی طالب کے ساتھ (عید کے روز) حاضر ہوا۔ کہتے ہیں: پھر خطبہ سے پہلے ہمیں نماز پڑھائی پھر انہوں نے لوگوں سے خطاب کیا۔ پھر فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہیں منع کر دیا ہے کہ تم اپنی قربانیوں کا گوشت تین راتوں سے اوپر کھاؤ۔ (لہٰذا تین دن کے بعد) نہ کھانا۔

اس حدیث سے تین دن تک قربانی کرنا ثابت ہوا۔

② حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے:

قال النبی صلی اللہ علیه وسلم لا یأکل احد من لحم اضحیته فوق ثلاثة ایام (صحیح بخاری و صحیح مسلم)	نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی شخص تین دن کے بعد اپنی قربانی کا گوشت نہ کھائے۔

اس حدیث سے بھی تین دن تک قربانی ثابت ہوئی۔

③ حضرت عبداللہ بن واقد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:۔

نهى رسول الله صلى الله عليه و	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین دن کے

سلم عن اکل لحوم الضحایا بعد ثلاث (صحیح مسلم)

بعد قربانی کے گوشت کھانے سے منع فرما دیا ہے۔

(۴) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:-

عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انّہ نھی عن اکل لحوم الضحایا بعد ثلاث (صحیح مسلم)

وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے تین دن کے بعد قربانی کے گوشت کھانے سے منع فرما دیا ہے۔

(۵) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:-

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا اھل المدینۃ لا تاکلوا لحوم الاضاحی فوق ثلاث (صحیح مسلم)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے اہل مدینہ قربانی کے گوشت تین دن کے بعد نہ کھاؤ۔

(۶) حضرت سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:-

ان رسول اللہ علیہ وسلم قال من ضحی منکم فلا یصبحنّ فی بیتہ بعد ثالثۃ شیئاً (صحیح بخاری و صحیح مسلم)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو تم میں سے قربانی کرے، تین دن کے بعد اس کے گھر میں (قربانی کے گوشت میں سے) کچھ بھی باقی نہ ہو۔

(۷) حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:-

نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یبقی من نسککم عندکم شیئٌ بعد ثلاث (صحیح بخاری و الفتح الربانی جزء ۱۳ ص۹۸)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین دن کے بعد تمہارے پاس تمہاری قربانی کے گوشت میں سے کچھ باقی بچے منع فرما دیا ہے۔

(۸) فقال یا امّ عطاء ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قد نھی المسلمین ان یأکلوا من لحوم نسککم فوق ثلاث

کہتے ہیں: اے امّ عطاء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمین کو اپنی قربانیوں کے گوشت میں سے تین دن کے بعد کھانے سے منع فرما دیا ہے۔

(الفتح الربانی جزء ۱۳ ص۹۹ وسندہ صحیح)

(۹) حضرت نبیشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں:-

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال کنت نھیتکم عن لحوم الاضاحی فوق ثلاثۃ ایام فکلوا وادّخروا (صحیح مسلم)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے تمہیں تین دن کے بعد قربانی کے گوشت سے منع کیا تھا۔ اب تم کھاؤ اور ذخیرہ کرو۔

(۱۰) حضرت بُریدہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں :۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم ونهيتكم عن لحوم الاضاحی فوق ثلاث فامسکوا ما بدا لکم ...... (صحیح مسلم)	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے تمہیں تین دن کے بعد قربانیوں کے گوشت سے منع کیا تھا اب جب تک تمہارا ارادہ ہو روک سکتے ہو۔

مندرجہ بالا احادیث سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ قربانی تین دن تک کرنی چاہیئے "فَوْقَ ثَلَاثٍ" اور "بَعْدَ ثَلَاثٍ" یہ الفاظ اس بات کی طرف اشارہ کر رہے ہیں کہ قربانی کے تین دن ہیں۔ اگر قربانی کے چار دن ہوتے جیسا کہ بعض حضرات کا خیال ہے تو پھر الفاظ اس طرح ہونے چاہئے تھے "فَوْقَ اَرْبع" اور "بَعْدَ اَرْبع یعنی چار دن کے بعد قربانی کا گوشت نہ کھانا" اور جب یہ الفاظ احادیث میں نہیں ہیں تو چار دن قربانی کرنا اور اسی پر اصرار کرنا غلط ہے۔

ایک اشکال اور اس کا ازالہ یہاں یہ اشکال پیدا ہوتا ہے کہ یہ تین دن عید سے شمار ہوں گے یعنی یوم النحر سے یا باسی سے یا تباسی سے۔ اس کی وضاحت بھی حدیث میں موجود ہے کہ یہ تین دن عید سے شروع ہوں گے۔

حضرت ابو عبید رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں :۔

انه شهد العيد يوم الاضحى مع عمر بن الخطاب رضی اللہ عنه فصلى قبل الخطبة ثم خطب الناس فقال : یا ایها الناس ان رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم قد نهاكم عن صيام هذين العيدين اما احدهما فيوم فطركم من صيامكم واما الاخر فيوم تأكلون من نسككم	وہ عید کے دن یعنی عید الاضحیٰ کے دن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ حاضر ہوئے۔ حضرت عمرؓ نے خطبہ سے پہلے نماز پڑھائی۔ پھر لوگوں سے خطاب کیا، حضرت عمرؓ نے کہا: اے لوگو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہیں ان دو عیدوں کے روزوں سے منع فرمایا ہے۔ ان میں سے ایک تو تمہارے روزوں میں سے عید الفطر کا دن ہے اور دوسرا دن (وہ ہے) جس میں تم اپنی قربانیوں کا گوشت کھاتے ہو۔

حضرت ابو عبیدؒ ہی کہتے ہیں :۔

ثم شهدت العيد مع عثمان بن عفان وكان ذلك يوم الجمعة فصلى قبل الخطبة ثم خطب فقال یا ایها الناس ان هذا قد	پھر میں حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے ساتھ عید میں شریک ہوا اور یہ جمعہ کا دن تھا۔ انہوں نے خطبہ سے پہلے نماز پڑھائی۔ پھر خطاب کیا اور فرمایا اے لوگو: تمہارے

اجتمع لکم فیہ عیدان فمن احبّ ان ینتظر الجمعۃ من اھل العوالی فلینتظر ومن احبّ ان یرجع فقد اذنت لہ

اس دن میں تمہارے لئے دو عیدیں جمع ہو گئی ہیں۔ اہل عوالی میں سے جو اس بات کو پسند کرے کہ وہ جمعہ کا انتظار کرے تو اس کو چاہیئے وہ جمعہ کا انتظار کرے اور جو اس بات کو پسند کرے کہ وہ واپس چلا جائے تو میں اس کو اجازت دیتا ہوں۔

حضرت ابو عبیدؒ ہی فرماتے ہیں :-

ثم شھدتہ مع علی ابن ابی طالب فصلی قبل الخطبۃ ثم خطب الناس فقال: ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نھاکم ان تأکلوا لحوم نسککم فوق ثلاثٍ (فتح الباری شرح صحیح بخاری کتاب الاضاحی باب ما یوکل من لحوم الاضاحی ویتزود منھا ۱۰/۲۳، ۲۴)

پھر علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے ساتھ (عید میں) شریک ہوا۔ انہوں نے خطبہ سے پہلے نماز پڑھائی۔ پھر لوگوں سے خطاب کیا، حضرت علیؓ نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہیں منع فرمایا ہے کہ تم اپنی قربانیوں کا گوشت تین دن کے بعد کھاؤ۔

حضرت ابو عبیدؒ نے تین دور تین زمانوں کا ذکر کیا۔ دورِ عمرؓ، دورِ عثمانؓ اور دورِ علیؓ۔ تینوں ادوار میں وہ عید کے دن ان کے ساتھ شریک ہوئے یعنی "یوم النحر" کے دن بقرہ عید کے دن، جس میں تینوں خلفاء راشدین نے یہ خطاب فرمایا کہ اے لوگو! تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین دن کے بعد قربانی کا گوشت روکنے سے منع فرما دیا ہے یعنی پہلا دن، دوسرا دن اور تیسرا دن۔ پھر آپ نے اس کے بعد رخصت دے دی تھی کہ جتنے دن چاہو گوشت روک سکتے ہو۔ بعد ازاں اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ قربانی کے تین دن ہوتے ہیں چار دن نہیں۔ مزید وضاحت آگے آرہی ہے۔

نوٹ:- حضرت ابو عبیدؒ حضرت عثمان کے ساتھ عید میں شریک ہوئے وہ بھی عید الاضحٰی کا دن تھا۔ (فتح الباری ۱۰/۲۷)

فوق ثلاثٍ وبعد ثلاثٍ کی وضاحت | فَوْقَ ثَلَاثٍ و بَعْدَ ثَلَاثٍ کا اطلاق تین دن پر ہوتا ہے یا چار دن پر ہوتا ہے۔ اس کی وضاحت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم خود کر رہے ہیں۔ ملاحظہ فرمایئے۔

(۱) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں :-

الاضحٰی یومان بعد یوم الاضحٰی (رواہ البیہقی ۹/۲۹۶ وموطا امام مالک والتعلیقات للالبانی علی المشکوٰۃ ۱/۴۶۲ وسندہ صحیح)۔

یوم الاضحٰی کے بعد دو دن (قربانی) کے اور ہوتے ہیں۔

② حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :۔

الذبح بعد النحر یومان (رواہ البیہقی ۹/۲۹۷، المحلی ابن حزم ۷/۳۷۷ وسندہ صحیح)۔

یوم النحر کے بعد دو دن قربانی اور ہوتی ہے۔

③ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :۔

الاضحٰی یومان بعد یوم النحر (رواہ البیہقی ۹/۲۹۶ حاشیہ جوہر النقی وسندہ جید)۔

یوم النحر کے بعد اضحٰی کے دو دن اور ہوتے ہیں۔

④ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :۔

الاضحٰی یومان بعد الاضحٰی (رواہ البیہقی ۹/۲۹۶ وموطا امام مالک ۲/۴۸۷ وسندہ صحیح لغیرہ)۔

یوم الاضحٰی کے بعد دو دن اضحٰی اور ہوتی ہے۔

⑤ ابو مریم الانصاری، الحضرمی، الشامی سے روایت ہے :۔

سمعت ابا ھریرۃ یقول: الاضحٰی ثلاثۃ ایام (المحلی ابن حزم ۷/۳۷۷ وسندہ حسن)۔

وہ کہتے ہیں میں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا وہ فرما رہے تھے (عید) الاضحٰی تین دن ہوتی ہے۔

یہ سند حسن ہے۔ معاویہ بن صالح، محدیر، الحضرمی صحیح مسلم کا راوی ہے۔ ابو مریم الانصاری، امام احمد کہتے ہیں یہ معروف ہے۔ امام العجلی ثقہ کہتے ہیں۔ (تہذیب التہذیب) ابن حجرؒ کہتے ہیں یہ ثقہ ہے۔ (تقریب)۔ ہم نے ان دونوں راویوں کی وضاحت اس لئے کی ہے کہ ابن حزم نے معاویہ بن صالح کو ضعیف اور ابو مریم کو مجہول لکھا ہے۔ نہ معاویہ بن صالح ضعیف ہے اور نہ ابو مریم مجہول۔ لہٰذا ابن حزم کی جرح کالعدم ہے۔

قارئین کرام اب بات بالکل واضح ہوگئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو بعد ثلاث، فوق ثلاث کے الفاظ استعمال کئے تھے ان کا اطلاق تین دن تک ہی ہوتا ہے۔ مزید برآں صحابہ کرام نے اس بات کی وضاحت کرکے شبہ کو بالکل ختم کردیا۔

اب ہم آپ حضرات کے سامنے وہ احادیث پیش کرتے ہیں جن سے بعض لوگ چار دن کی قربانی کی دلیل لیتے ہیں۔

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں :-

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم ..... وکل ایام التشریق ذبحٌ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایام التشریق ذبح کے دن ہیں ۔

(رواہ البیہقی ۹/۲۹۵)

یہ حدیث منقطع ہے ۔ سلیمان بن موسیٰ نے جبیر بن مطعم رضؓ سے نہیں سنا ۔ امام بیہقی کہتے ہیں یہ حدیث مرسل ہے ۔ (رواہ البیہقی)

حضرت جبیر بن مطعم رضؓ کہتے ہیں :-

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم ...... وفی کل ایام التشریق ذبحٌ (رواہ البیہقی ۹/۲۹۶ ورواہ ابن حبان فی صحیحہ ۶/۶۲ ورواہ احمد)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں : ایام التشریق قربانی کے دن ہیں۔

یہ روایت بھی منقطع ہے ۔ عبدالرحمٰن ابن ابی حسین نے جبیر بن مطعم رضؓ سے نہیں سنا ۔

وَقَالَ : اِبْنُ اَبِیْ حُسَین لَمْ یَلْقَ جُبَیر بن مطعم (رواہ البزار فی سندہ التعلیق المغنی)

یعنی کہتے ہیں : ابن ابی حسین نے جبیر بن مطعم کو نہیں پایا ۔

حضرت جبیر بن مطعم رضؓ ہی کہتے ہیں :-

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ایام التشریق کلھا ذبحٌ (رواہ البیہقی واخرجہ البزار عن سوید بن عبدالعزیز عن سلیمان بن موسیٰ عن نافع بن جبیر عن ابیہ مرفوعاً)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں : ایام التشریق تمام دن قربانی کے ہیں ۔ امام بزار نے (اس حدیث کو) سوید بن عبدالعزیز، سلیمان بن موسیٰ، نافع بن جبیر عن ابیہ سند سے مرفوعاً روایت کیا ہے ۔

امام بزار کہتے ہیں :-

لا نعلم قال فیہ عن نافع بن جبیر عن ابیہ الا سوید بن عبدالعزیز ولیس ھو بالحافظ ولا یحتج بہ اذا انفرد وحدیث ابن ابی حسین ھو الصواب مع ابن ابی حسین لم یلق جبیر بن مطعم (التعلیق المغنی)

ہم نہیں جانتے کہ سوید بن عبدالعزیز کے سوا نافع بن جبیر عن ابیہ کے طریق سے کسی نے روایت کیا ہو اور سوید حافظ نہیں ہے ۔ مزید برآں جب سوید منفرد روایت کرتا ہے تو اس سے حجّت نہیں لی جاتی ۔ ابن ابی حسین والی حدیث ہی ٹھیک ہے (مگر) ابن ابی حسین نے جبیر بن مطعم کو نہیں پایا یعنی یہ روایت منقطع ہے ۔

" سوید بن عبدالعزیز " کو امام احمدؒ، امام بخاری، امام نسائیؒ، امام یحییٰ بن معین

امام حاکم، امام ابن حبان اور دیگر ائمہ نے ضعیف متروک اور منکر کہا ہے (تہذیب)
حضرت جبیر بن مطعمؓ سے مروی ہے :-

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال کل ایام التشریق ذبحٌ
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ایام التشریق ذبح کے دن ہیں۔
(رواہ البیہقی)

اس روایت میں ابو مُعَید حفص بن غیلان ضعیف ہے۔ جرح درج ذیل ہے :-
ابن معین اور دُحیم ثقہ کہتے ہیں۔ کبھی ابن معین کہتے ہیں لَابہ بأسٌ یعنی اس راوی سے روایت لینے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ گویا ابن معین ثقہ کہنے میں پُر اعتماد نہیں۔ امام ابو حاتم کہتے ہیں : یہ احادیث لکھتا تھا مگر حجت نہیں ہے۔ ابن عساکر کہتے ہیں : اسحٰق بن سیّار نے ابو مُعَید کو ضعیف کہا ہے۔ ابن عدی کہتے ہیں : میں نے عبداللہ بن سلیمان بن للاشعت سے سنا وہ (ابو مُعَید) حفص بن غیلان کو ضعیف کہتے تھے۔ ابن حبان نے ثقہ کہا ہے۔ (تہذیب) اخرجه المؤلف عن ابی معید عن سلیمان بن یسار و ابو معید فیه لینٌ (التعلیق المغنی) یعنی مؤلف نے ابو معید عن سلیمان بن یسار کے طریق سے (اس حدیث کو) نکالا ہے اور ابو مُعَید کو حافظ کا کمزور کہا ہے۔

ایک اور روایت بیہقی میں ہے جو سعید بن مسیّب سے ابو سعیدؓ سے اور کبھی ابو ہریرہؓ سے روایت کی گئی ہے۔ اس حدیث کو ابن عدی نے بھی روایت کیا ہے صرف ابو سعید خدری سے۔ اس روایت میں معاویہ بن یحیٰی الصدفی ضعیف ہے۔ امام بخاری، امام یحیٰی بن معین، امام نسائیؒ، علی بن مدینی، ساجی، ابو علی نیساپوری اور دوسرے ائمہ نے اس راوی کو ضعیف کہا ہے۔ (تہذیب)

ابن ابی حاتم کہتے ہیں : قال ابی هذا حدیث موضوع بهذا الاسناد ذکره الزیلعی (کتاب العلل والتعلیق المغنی) یعنی میرے والد نے اس حدیث کو اس سند کے ساتھ جس کا امام زیلعی نے ذکر کیا ہے جھوٹی قرار دیا ہے۔ امام بیہقی خود لکھتے ہیں :- (الصدفی) والی حدیث جو ابن مسیّب، ابو ہریرہؓ اور ابو سعید سے مروی ہے دونوں غیر محفوظ ہیں۔ الصدفی ضعیف ہے لائق احتجاج نہیں۔

صاحبِ جوھر النقی نے بھی ان تمام احادیث کو ضعیف قرار دیا ہے۔ امام ابن قیمؒ "فی الھدیٰ" میں لکھتے ہیں : اِنّ حدیث جبیر بن مطعم منقطعٌ لَایَثْبُتُ وَصْلُہٗ (الفتح الربانی جزء ۱۳ ص ۹۵) یعنی جبیر بن مطعم والی حدیث منقطع ہے۔ اس حدیث کا موصولاً ہونا ثابت نہیں۔ علاوہ ازیں رجالہ رجال الصحیح یا رجالہ ثقات کہنے سے حدیث صحیح اور متصل نہیں ہوتی۔ اگر علامہ ہیثمی اور علامہ ساعاتی نے ایسا کہا ہے

تو ان کا مطلب یہ ہوگا کہ فن حدیث جاننے والے اس کا متصل ہونا کہ ایک راوی کی دوسرے راوی سے ملاقات ہوئی ہے خود دیکھ لیں گے۔ مندرجہ بالا علامہ ابن قیم کا قول پڑھیئے۔
صاحب جوہر النقی کہتے ہیں: وحديثه هذا اضطرب اضطرابا كثيرا۔ (رواه البیہقی ۹/۲۹۶ حاشیہ الجوہر النقی) یعنی یہ حدیث بہت زیادہ مضطرب ہے۔

کچھ آثار اور ان کا ضعف | حضرت عبداللہ ابن عباسؓ کہتے ہیں:۔
الاضحیٰ ثلاثة ایام بعد یوم النحر (رواه البیہقی ۹/۲۹۶) اضحیٰ یوم النحر کے بعد تین دن کو کہتے ہیں۔

یہ اثر ضعیف ہے۔ اس اثر کی سند میں" طلحہ بن عمرو الحضرمی ہے" جس کو درج ذیل ائمہ نے ضعیف کہا ہے:۔

امام احمد اور امام نسائیؒ متروک کہتے ہیں۔ امام بخاری، امام ابوداؤد اور یحیٰی بن معین ضعیف کہتے ہیں۔ ابن سعید، بزار ابن المدینی، ابوزرعہ، العجلی، دارقطنی اور دیگر ائمہؒ نے اس راوی کو بے حد ضعیف کہا ہے۔ (تہذیب التہذیب) جبکہ سابقہ اوراق میں جید سند سے گذر چکا ہے کہ حضرت عبداللہ ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ قربانی کے تین دن ہوتے ہیں۔

امام حسنؒ بصری کہتے ہیں:۔
الاضحیٰ ثلاثة ایام بعد یوم النحر (رواه البیہقی) اضحیٰ یوم النحر کے بعد تین دن کو کہتے ہیں۔

یہ امام حسن البصری کا قول ہے۔ صحیح احادیث کے خلاف ہے لہٰذا حجت بھی نہیں۔

عمر بن عبدالعزیزؒ کہتے ہیں: الاضحیٰ یوم النحر وثلاثة ایام بعده۔ (رواه البیہقی) یعنی اضحیٰ یوم النحر کو کہتے ہیں اور تین دن اس کے بعد۔ یہ اثر ضعیف ہے۔ اسماعیل بن عیاش بن سُلیم ضعیف ہے۔

ایک اعتراض | بعض لوگ کہتے ہیں کہ البانی صاحب نے چار دن کی قربانی والی حدیث کو صحیح کہا ہے۔

جواب | البانی صاحب نے بھی وہی جرح جو ہم نے کی ہے کر کے ضعیف مانا ہے مگر بیہقی کی روایت لا کر صحیح کہا ہے۔ وضاحت ملاحظہ فرمائیے:۔

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لرجل من غفار قم فاذن أنه لا یدخل الجنة الا مؤمن
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے غفار قبیلہ کے ایک شخص سے فرمایا: کھڑے ہو جاؤ اور اعلان کر دو کہ جنت میں صرف مؤمن داخل ہوگا اور

وانها ایام اکل وشرب ایام منیٰ کے دن کھانے اور پینے کے دن ہیں۔
منی (رواہ البیہقی ۲۹۶/۹)

یہ حدیث ضعیف ہے۔

(۱) حارث بن ابی اسامہ کا حال نہیں معلوم۔

(۲) احمد بن عبید پر بھی کلام ہے۔ صرف ابن حبان نے اپنی عادت کے مطابق ثقہ کہا ہے (تہذیب)

(۳) علی بن احمد بن عبدان کون ہے معلوم نہیں۔

اگر ہم اس حدیث کو صحیح بھی تسلیم کرلیں تو اس روایت میں " ذَبْحٌ " کا لفظ نہیں ہے یعنی قربانی کرنے کا کوئی ذکر نہیں۔ سلیمان بن موسیٰ نے لفظ " ذَبْحٌ " کا اضافہ کیا ہے اور سلیمان ضعیف ہے۔ معلوم نہیں کہ البانی صاحب نے کس قانون کے تحت اس حدیث کو صحیح مانا ہے۔ اصل میں البانی صاحب کی بھی ایک عادت ہے کہ جب انہیں کسی حدیث کو صحیح ماننا ہی ہوتا ہے تو وہ یہ کہہ دیتے ہیں والصواب عندی انه لا ینزل عن درجة الحسن بالشواهد التی قبله .... (الاحادیث الصحیحہ ۶۲۱/۵) یعنی ماقبل شواہد کی بنیاد پر یہ حدیث میرے نزدیک حسن سے نیچے نہیں ہے۔ مطلب یہ ہے کہ "عِنْدِیْ حَسَنٌ" میرے نزدیک حسن ہے کوئی مانے یا نہ مانے۔ اب قارئین اس کا ہمارے پاس کیا علاج ہے۔ لہٰذا البانی صاحب حسن مانیں تو مانیں مگر اصولاً حسن ہے نہیں۔ الغرض چار دن کی قربانی کے سلسلہ میں کوئی حدیث صحیح ہے نہ حسن، محض کھینچا تانی ہے۔

جماعت المسلمین ببانگ دہل بیان کرتی ہے کہ نہ صحیح جانور کی قربانی کی جائے اور نہ چار دن تک قربانی کی جائے۔

کتابت: عبدالحفیظ